اس کے مقابلہ میں دیکھئے ہم مشرقی بنگال و مغربی بنگال کے ہندو مسلمان ہیں جو ایک ہی ملک کے شہری ہیں۔ ایک زبان اور ایک کلچر رکھتے ہیں۔ صرف ایک مذہب کا اختلاف ہے باقی سب چیزوں میں ایک دوسرے کے مجانس اور مماثل۔ پھر ہمیں روحانیت اور اخلاق اور خدا پرستی کا بھی دعویٰ ہے۔ ہم ایشیا کو اور اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کو روشنی دکھانے کا عہد بھی کر رہے ہیں ہمیں اپنے مذہب کی عظمت و سربلندی پر بھی ناز ہے، تیس چالیس برس تک ہم نے گاندھی جی سے عدم تشدد کا سبق بھی پڑھا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ایک دوسرے کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ کیمرن تنہا نے ایک مجمع کا مقابلہ کیا۔ یہاں یہ عالم ہے کہ ایک شخص اپنے حریف کے چھرا بھونک کر بھاگ جاتا ہے اور اس کے ہم مذہب دیکھتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے غور کرو جہاں تک انسانیت کے احترام کا تعلق ہے یورپ اور ایشیا میں کتنا بڑا فرق ہے اور اگر ہم نے اس طرح عبرت حاصل نہیں کی اور اپنے آپ کو جلد نہیں سنبھالا تو کون کہہ سکتا ہے کہ کل ہمارا انجام کیا ہوگا!

اب اگرچہ دونوں جگہ امن و امان ہے لیکن اس سے اقلیتوں کا معاملہ حل نہیں ہوتا کیونکہ گذشتہ واقعات نے اقلیتوں کے دماغ پر اس خیال کو مسلط کر دیا ہے کہ ایک ملک کی اقلیت اپنے ملک میں دوسری اقلیت کے لئے یرغمال کی حیثیت رکھتی ہے اگر ایک جگہ کی اقلیت پر کسی بنا پر وہاں کی اکثریت کی طرف سے کوئی ظلم ہوگا تو دوسرے ملک کی اقلیت سے اس کا انتقام اکثریت کی جانب سے لیا جائے گا اور یہ سب کچھ اس قدر جلدی اور اتنی بڑی تنظیم کے ساتھ ہوگا کہ اس ملک کی حکومت بھی فوری طور پر کوئی کامیاب اور مکمل بندوبست نہیں کر سکے گی چونکہ ایک ملک کی اقلیت اس معاملہ میں بالکل بے بس ہے یعنی اس کا نہ دوسرے ملک کی اکثریت پر جو اس کی ہم مذہب ہے کوئی زور چل سکتا ہے

اور نہ وہاں کی حکومت پر اس کی آواز کا کوئی اثر ہو سکتا ہے اس بنا پر دونوں ملکوں کی اقلیتیں سمجھتی ہیں کہ ہماری قسمت ایک دوسرے کی قسمت سے وابستہ ہے۔ اور ہماری زندگی اور ہماری جان و مال کی عزت و حفاظت بذات خود محفوظ نہیں ہے۔ بس یہ ایک خیال ہے جس کے باعث اقلیتوں میں ڈھارس۔ خود اعتمادی۔ اور اپنی حفاظت کا یقین و اذعان پیدا نہیں ہوتا۔ دونوں حکومتوں کا اور ان کی دونوں اکثریتوں کا فرض ہے کہ اگر وہ ایمانداری کے ساتھ اقلیتوں کو شہری حقوق کے ساتھ رکھنا چاہتی ہیں تو اقلیت کے دل و دماغ سے اس خیال کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ بغیر اس کے زندگی امن و چین کے ساتھ بسر نہیں ہو سکتی۔

اس سلسلہ میں حکومتوں کا فرض ہے کہ ایک طرف وہ قانون کی گرفت کو سخت کریں اور جو مجرم ہو اس کو اقلیت کا نہیں بلکہ خود حکومت کا دشمن اور باغی قرار دے کر وہ سزا دیں جو باغیوں کے لئے ہوتی ہے اور دوسری جانب انھیں چاہئے کہ جگہ جگہ تعلیم بالغان کے مرکز کھول کر۔ اور فلم۔ اخبارات۔ ریڈیو اور جلسوں وغیرہ کے ذریعہ اکثریت کے عوام میں عمدہ شہری زندگی اور اس کے فرائض و واجبات کا احساس اور قانون و آئین کے احترام کا ایسا قوی جذبہ پیدا کریں کہ رائے عامہ کے استوار ہو جانے کے بعد چند غنڈوں اور بدمعاشوں کو اپنے فرقہ کے افراد کی طرف سے مداہنت یا چشم پوشی کے باعث فتنہ و فساد پیدا کرنے کی ہمت نہ ہو سکے۔